اہل بیتؑ کا مقام

سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان لاہور عـ۱۴۲

اہل بیت کا مقام

عالی جناب مولانا سید محمد زکریا صاحب نوری (حنفی)
پشاور

قیمت ۲۸ پیسے


صغیر
MAAB 1431
مرکز احیاء آثار برّ
maablib.org

پیش لفظ

"اہل بیت کا مقام" (قرآن حکیم اور اقوال سلف کی روشنی میں) آپ کے پیش نظر ہے۔

یہ مقالہ علامہ سید محمد زکریا شاہ بنوری (حنفی) ساکن پشاور کی تحقیق انیق کا نتیجہ ہے، فاضل موصوف نے مسلمانوں کے ایک متفقہ مسلک کی ترجمانی فرمائی ہے۔ اور جو پردے سیاست نے اس بلند مقام پر ڈال دیئے تھے۔ انہیں نہایت حسن و خوبی سے برطرف کر دیا ہے۔

اہل بیت اطہار کسی ایک فرقے کا اجارہ نہیں ہیں۔ اہل بیت علیہم السلام تمام مسلمانوں کا بلا امتیاز فرقہ سرمایۂ افتخار ہیں۔ اللہ نے اہل بیت کو چند مختلف ممتاز الفاظ سے خصوصیت عطا فرمائی ہے۔ "اہل البیت" "آل محمد" "آل عمران" "عترت" "ذریت" "قربیٰ" "ذوالقربیٰ"۔ کوئی فرقہ ایسا نہیں جو افضل العبادت نماز میں "آل محمد" کو اپنا خراج عقیدت پیش نہ کرتا ہو۔ تشہد کے بعد آل محمد پہ درود ہر مسلم کا شعار ہے، امام شافعی نے تو اس اظہار عقیدت کی اہمیت کو اپنے اشعار میں ان الفاظ میں پیش کیا ہے:-

يَا اَهلَ بَيتِ رَسُولِ اللهِ حُبُّكُمُ ـ فَرضٌ مِنَ اللهِ فِي القُرآنِ اَنزَلَهُ

كَفَاكُم مِن عَظِيمِ القَدرِ اَنَّكُمُ ـ مَن لَم يُصَلِّ عَلَيكُم لَا صَلوٰةَ لَهُ

اے اہل بیت رسول آپکی محبت اللہ کی طرف سے ایسا فریضہ ہے۔ جو قرآن میں نازل ہوا ہے۔ آپ کی قدر و منزلت کے لئے یہی امر کافی ہے کہ جو شخص آپ پر درود نہ بھیجے اسکی نماز، نماز ہی نہیں۔

اہل بیت یا آل محمد مسلمانوں کا ایسا مشترکہ سرمایہ ہیں جو اسلام کے مختلف و متفرق فرقوں کے لئے وجہ اتحاد ہو سکتا ہے اور جو اس وقت مسلمانوں میں تشتت و افتراق ہے، وہ ان کے مقام کو سمجھنے سے دور ہو سکتا ہے آج مسلمانانِ عالم جس دور سے گزر رہے ہیں اور آج ہمارے محبوب وطن پاکستان کو جو مشکلات درپیش ہیں۔ ان کے پیش نظر ہمارا اتحاد زندگی اور ہماری نااتفاقی موت ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری بدنصیبی کیا ہوگی، کہ ہم امور مشترکہ میں بھی متحد نہ ہوں، اگر ہم سب مسلمان متحد ہو کر اسوہ حسنہ اہل بیت پر گامزن ہوں تو ہم اپنی مشکلات باحسن وجوہ حل کر سکتے ہیں اور ان خامیوں اور کوتاہیوں کا جو اس افتراق سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور ہماری تباہی کا پیش خیمہ ہیں تدارک کر سکتے ہیں۔

یہ امر ایک واضح حقیقت ہے کہ بعض سیاسی ضروریات کے تحت ارباب سیاست نے مسلمانوں میں افتراق پیدا کیا ہے۔ ارباب سیاست چاہتے تھے کہ اہل بیت اطہار کو شیعیت سے مخصوص کر کے باقی مسلمانوں کو ان سے الگ کر لیا جائے۔ اگرچہ وہ اس سیاسی سکیم میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مگر تاہم اس کے کچھ اثرات باقی رہے۔ اور آج بھی وہ تحقیق جدید یا دورِ حاضر کی ریسرچ

کے نام سے ابھرتے رہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی کے دور سے پہلے بعض ارباب سیاست نے اہل بیت کی محبت کو شیعیت کی خصوصیت قرار دیدیا تھا۔ اور وہ اہل بیت کی طرف رجحان رکھنے والوں کو "رافضی" کہنے لگے تھے اسی لئے تو امام شافعی کو کہنا پڑا :۔

اِنْ کَانَ رَفْضاً حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانُ اَنِّیْ رَافِضِیْ

اگر آل محمد کی محبت "رفض" ہے تو انس و جن میرے گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں

ارباب سیاست کا پروپاگنڈہ اس قدر شدید اور وسیع تھا کہ ان کے حلقہ اثر میں رہنے والے حب آل محمد کو "گناہ" تصور کرنے لگے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بھی امام شافعی کو کہنا پڑا۔

اِنْ کَانَ ذَنْباً حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ۔ فذالک ذنب لست عنہ اتوبُ

اگر آل محمد کی محبت گناہ ہے تو یہ ایسا گناہ ہے کہ میں اس سے ہرگز توبہ نہیں کروں گا۔ مسلمانوں کو آل محمد سے بیگانہ کرکے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کی اس سعی کا حکمت ربانی نے ازالہ اس طرح کیا کہ مسلمانوں میں مفسرین محدثین، صوفیا و شعرا کا ایک ایسا گروہ موجود رہا جو شیعہ نہیں تھے مگر اس سیاسی مضر اثرات کو دور کرکے مسلمانوں کو "مرکز مقام اہل بیت" پہ متحد و متفق رکھتے تھے، فاضل مقالہ نگار نے اس فاضلانہ مقالے میں اسی گروہ کی مساعی جمیلہ کو اس مقالہ میں پیش کرکے بہت بڑی دینی خدمت انجام دی ہے۔

اللہ تعالٰی انہیں اجر جزیل عطا فرمائے ؎

این دعا از من از جملہ جہان آمین باد

فاضل مقالہ نگار نے آیہ مودت کو موضوع قرار دیا ہے، تفسیر دُرِ منثور سیوطی، تفسیر کشاف زمخشری، تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری سے ثابت کیا ہے کہ قربیٰ سے مراد حضرت علی مرتضیٰ، حضرت سیدہ طاہرہ فاطمہ زہرا اور ان کی اولاد ہیں۔ اور ان کی محبت جزو ایمان، باعث حصول جنت اور حیات ابدی کی کفیل ہے۔ اس ضمن میں ایسے نحوی نکات بیان کئے ہیں جو معرفت و عرفان اہل بیت کا سرچشمہ ہیں نیز محبت اہل بیت کے وجوب و اہمیت پر ۲۹ مسلمہ فریقین احادیث رسالت پیش کی ہیں۔

آیہ مودت پر اگر چند لمحات تفکر یہ صرف کئے جائیں تو "اہل بیت کا مقام" اتنا واضح ہو جاتا ہے کہ کسی سلیم النفس مسلمان کو اس سے مجال انکار نہیں رہتی، اور ارباب سیاست یا ان کے مقاصد کے ناشرین نے جو شبہات پیدا کئے ہیں۔ وہ دُور ہو جاتے ہیں،

کہا جاتا ہے تبلیغ رسالت کا اجر لینا یا طلب کرنا جائز نہیں اور سنن انبیا علیہم السلام کے خلاف ہے۔ آیئے قرآن حکیم اور صرف قرآن حکیم کی روشنی میں ہم اس قسم کے شکوک و شبہات پر غور و فکر کریں۔ اور ان کا ازالہ قرآن حکیم ہی سے پیش کریں۔ آیہ مودت کے علاوہ سرکار احدیت عز اسمہ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ،

(سورۃ مریم آیت ۹۶ پ ۱۶ ع ۹)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے۔ عنقریب ہم ان کی محبت کو ضروری قرار دیں گے۔

آدم سے بلکہ خاتم تک ہر زمانے میں ایمانداروں کو صالحین کی محبت جزو دین رہی ہے۔ پھر یہ کہنا کہ اب ہم ایمانداروں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کی محبت عنقریب زمانہ مستقبل قریب میں ضروری قرار دیں گے کیا معنی رکھتا ہے، صاف ظاہر ہے کہ اس سے یہی مراد ہے کہ ایمانداروں اور اعمال صالحہ کو بجالانے والوں کا ایک خاص گروہ جنکی محبت خاص طور پر ضروری قرار دی جائے گی۔ یہ آیت سورۂ مریم کی ہے، سورۂ مریم مکیہ ہے جو ہجرت حبشہ سے پہلے نازل ہوئی تھی۔ اس کا ثبوت یہ ہے، کہ حضرت جعفر طیار نے اس سورۂ مبارکہ کو نجاشی بادشاہ حبش کے دربار میں تلاوت فرمایا تھا جس سے وہ آبدیدہ ہوا اور اسلام کی صداقت سے متاثر ہوا تھا۔ گویا ہجرت حبشہ سے قبل یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ہم عنقریب ایک خاص گروہ کی محبت کو مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیں گے، پھر سورہ الشوریٰ میں جو ہجرت نبوی سے چند روز پیشتر نازل ہوئی تھی۔ اس اعلان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان صداقت ترجمان سے اس طرح عملی جامہ پہنایا گیا۔

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

اے رسولؐ! ان سے کہدے کہ میں کوئی اجر رسالت طلب نہیں کرتا۔ مگر صرف اپنے قریبیوں کی محبت کو اجر رسالت قرار دیتا ہوں۔

اس پہ جو یہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ کی ذات گرامی صفات اس سے

بالا دبرتر ہے کہ تبلیغ رسالت کا اجر اپنے رشتہ داروں کی محبت کو قرار دیں جس میں ذاتی اغراض کی جھلک موجود ہے۔ غور کیجئے کہ یہ اعتراض اسوقت ہوسکتا ہے۔ اگر رسول اللہؐ نے اپنی زبان وحی ترجمان سے محبت قربیٰ کو اجر رسالت قرار دیا ہوتا۔ اجر رسالت تو خدا کی طرف سے مودت قربیٰ قرار دیا جارہا ہے۔ رسول اللہؐ تو اس حکم کو پہچاننے کا ذریعہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلب اجر میں سرکار رسالتؐ کی کوئی غرض مضمر نہیں تھی۔ بلکہ مصالح حکیم مطلق کا تقاضا تھا۔ اس لئے رسول اللہ کو حکم کہ تم اپنے قریبیوں کی محبت کو اجر رسالت قرار دو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اس میں اللہ کے دین کی افادیت کا راز مضمر تھا۔ چنانچہ اسی قرآن حکیم میں رسالت کی طرف سے اعلان کرادیا گیا۔ انہوں نے قرآن مجید کی زبان سے فرمادیا کہ مودت اہلبیت میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں بلکہ تمہاری اُمت ہی کا مفاد ملحوظ ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم کے یہ الفاظ ہیں:-

قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (سورہ السبا آیت ۴۷ پ ۲۲ ع ۱۲)

اے رسول! ان سے کہدو کہ وہ جو تبلیغ رسالت کا اجر تم سے طلب کیا گیا ہے وہ تمہاری ہی منفعت کے لئے ہے، میرا اجر تو صرف اللہ پر ہے جو انسانی افعال کا گواہ ہے۔ (عربی میں ل نفع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے لکم کے معنی یہی ہیں کہ وہ تمہارے نفع کے لئے ہے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ نفع کیا ہے؟ جس کے لئے یہ اجر مقرر

کیا گیا۔ اس کے لیے ارشاد ہوتا ہے۔

قُل مَا اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡہِ مِنۡ اَجۡرٍ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اَنۡ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیۡلًا ۔ (الفرقان آیت ۵۷، پ ۱۹ ع ۴)

اے رسول! ان سے کہہ دے میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ مگر اس اجر سے مقصد صرف یہی ہے۔ جو شخص اللہ تک رسائی چاہتا ہو۔ اسکے لئے یہ اجر ذریعہ ہو جائے۔

معلوم ہوا کہ مودۃ آل محمد صراط مستقیم کی ہدایت کا ذریعہ ہے۔ ختم رسالت کے بعد ضرورت تھی کہ ایک گروہ جو معصوم ہو کار رسالت کو نیابت رسالت میں انجام دیتا رہے۔ پہلے انبیاء و رسل کو اس صورت میں اجر رسالت طلب کرنے کی ضرورت نہ تھی چونکہ سلسلہ ہدایت بوسیلہ نبوت و رسالت قائم تھا۔ رسول اللہ کے بعد چونکہ کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں تھا۔ اس لئے اس ہدایت کو جاری رکھنے کے لئے ایک منصوص من اللہ گروہ کا ہونا ضروری تھا۔ جو منصب امامت و ولایت کے مناصب (DESIGNATIONS) سے وسیلہ ہدایت خلق ہو یہ رسول اللہ کی رافت اور شفقت تھی کہ انہوں نے اہل بیت کے ذریعے اُمت کی کی ہدایت کی بحکم الہٰی ایک صورت پیدا کردی یہ اس شان رسالت کا تقاضا ہے۔ جسے اس آیۂ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۔

لوگو! تم ہی میں سے ہمارا ایک رسول تمہارے پاس آیا جس کی شفقت کی یہ حالت ہے کہ اس پر شاق ہے کہ تم تکلیف اٹھاؤ وہ تمہاری بہبود کا نہایت خواہش مند ہے اور ایمانداروں پہ حد درجہ شفیق ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ رسول کی انتہائی خواہش یہی ہو سکتی ہے کہ امت کے افراد قیامت کے دن پیغمبر کی معیت میں ہوں۔ اسی کے لئے رسول اللہ نے محبت اہل بیت کو ہی ذریعہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔

من احبنی واحب ھذین وابوھما و امھما کان فی درجتی یوم القیامہ (الصواعق المحرقہ)

جو کوئی مجھ سے محبت کرے اور ان دونوں یعنی حسنینؑ سے محبت کرے ان دونوں کے باپ علی مرتضیٰ سے اور ان دونوں کی ماں فاطمہ زہرا سے محبت کرے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔

پھر اسی اجر رسالت کی توضیح ایک دوسری آیت میں اس طرح فرمائی۔

قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ
اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَہٗ بَعْدَ حِیْنٍ
(سورۂ ص آیت ۸۶-۸۷-۸۸ پ ۲۳ ع ۱۴)

اے رسول تم ان سے کہدو کہ میں تم سے اس رسالت کا اجر نہیں مانگتا ہوں اور نہ میں جھوٹ موٹ بناوٹ کرنے والا ہوں یہ اجر تو سارے جہاں کے لئے نصیحت ہے اور کچھ دنوں بعد تم کو اسکی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

آیہ اجر رسالت کا انداز بیان عین اسی طرح ہے جس طرح توحید کا انداز بیان،

توحید میں لا کے بعد اِلّا مفید حصر ہے یعنی کوئی معبود نہیں مگر صرف اللہ۔ اسی طرح آیہ مودت میں قل لا اسئلکم علیہ اجراً اِلّا المودۃ فی القربیٰ، لا کے بعد اِلّا فائدہ حصر دے رہا ہے۔ یعنی تبلیغ رسالت کا اجر سوائے قربیٰ کی مودت کے اور کچھ نہیں ہے۔

سرکار رسالت کی رسالت کا اجر دنیاوی مال و دولت اور مادی اشیا نہیں ہو سکتیں۔ بہترین اجر یہی ہے کہ جن مقاصد کے لئے سرکار رسالت نے مصائب و شدائد، رنج و آلام برداشت کئے وہی مقاصد دنیا میں موجود رہیں، اور زندگی جاوید پائیں۔ رسول اللہ کے مقاصد کی بقا کا اللہ نے ذریعہ اہل بیت کو قرار دیا۔ جو معصوم ہیں۔ جن کا اسوۂ ہمارے لئے بہترین رہنما ہو سکتا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ ہم رسالت کے اجر کو ادا کریں اور سب مسلمان محبت اہل بیت کے مرکز پر جمع ہو کر تشتت و افتراق کو خیرباد کہیں، اور متحد ہو کر دنیا میں دین کی نشر و اشاعت کریں اسلام کو فروغ دیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہو کر اپنے مرجع حقیقی یعنی اللہ تک پہنچیں۔ وما علینا الا البلاغ

(محمد لطیف انصاری)

اہل بیت کا مقام

(قرآنِ حکیم اور اقوالِ سلف کی روشنی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْم۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْہَا حُسْنًا ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ

(الشوریٰ آیت ۲۳-۲۴-۲۵ پ ۲۵ ع ۴)

اے رسول تم کہدو کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت داروں کی محبت کے سوا تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ اور جو شخص نیکی حاصل کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبیاں میں اضافہ کر دیں گے۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور قدردان ہے۔ تمہاری نسبت کہتے ہیں کہ اس رسول نے خدا پر بہتان باندھا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اگر خدا چاہتا تو تمہارے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ خدا تو جھوٹ کو مٹا دینے والا ہے، اور اپنی باتوں سے حق کو ثابت کرتا ہے، وہ یقیناً

دلوں کے راز سے بھی خوب واقف ہے اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو وہ جانتا ہے ـــــ امابعد!

آج کل مقام اہل بیت خیر الانام کو لوگ ﷺ فراموش کر چکے ہیں اور ان کے اس جلیل القدر رتبے سے منحرف ہو چکے ہیں جو کہ اللہ جل جلالہ نے ان کو اپنی بارگاہِ عزت سے عطا کیا تھا۔ یہ ضروری سمجھا گیا کہ سلف صالحین کے اس وطیرہ اور صحابہ کرامؓ کی اس پرانی سنت کو زندہ کرنے کے لئے ایک مبسوط مضمون لکھا جائے۔ اور ہدیۂ ناظرین کیا جائے، تاکہ عوام الناس ہی مصباح سے کام لے کر اپنے ایمان کو اس کے انوار تجلیات سے منور کریں۔

اس بارے میں ایک قلمی بیاض موسوم بہ مطالع الانوار فی فضائل اہل بیت النبی المختار نظر سے گزری جو کہ نہایت معقول طریقے اور مدلل اصول پر لکھی گئی ہے مصنف نے اس میں اپنی رائے کو بالکل دخل نہیں دیا۔ بلکہ تمام صحیح احادیث اور مستند روایات کا ترجمہ کر دیا ہے۔ احادیث کی تشریح بھی خود نہیں فرمائی بلکہ مشاہیر علمائے امت کی تشریح پیش کردی ہے۔ پھر ایک بحث پر معقول پیرائے میں صوفیائے کرام کے مسلک کو ثابت کر کے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے۔

یہ تصنیف علامہ حضرت سید محمد زکریا بن سید مزمل شاہ بن سید میر احمد شاہ بنوری حنفی، پشاوری کی ہے۔ اور ان سے اجازت لے کر ان کی کتاب کے چوتھے مطلع کا ترجمہ کر دیا ہے۔ امید ہے کہ خالی الذہن حضرات کے لئے اس ضمن

ہیں کافی وشافی ثابت ہوگا۔

ان کی اصل کتاب عربی میں ہے۔ اس لیے مشکل مقامات کی تشریح جگہ بہ جگہ کر دی گئی ہے۔ اس مختصر رسالہ کو پانچ بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ مندرجہ ذیل ہیں۔

قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ط (الشوریٰ آیت ۲۳ پ ۲۵ ع ۴)

وقولہ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ؁

آیۂ مبارکہ کا لفظی اردو ترجمہ :-

”فرما دیجئے اے محبوب کہ میں اپنی اس تبلیغ کا سوائے اس کے اور کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں کہ تم اہل بیت سے محبت کرو۔ اور جو نیکی کرتا ہے ہم اس کے لئے اس میں اور بھی خوبی بڑھا دیتے ہیں۔“

لفظ القربیٰ کی تشریح اور مفہوم

قربیٰ مصدر ہے اور اس کا معنیٰ رشتہ داری ہے، اس جگہ ازروئے علم نحو مضاف محذوف ہے، جو کہ (ذی) یعنی اصل میں یوں تھا ”ذی القربیٰ“ بمعنیٰ اقربا۔

لفظ فی کی تشریح اور مفہوم

حق تعالے اجل شانہ نے فی القربیٰ فرمایا۔ اور للقربیٰ نہ فرمایا۔ لام کی جگہ فی کیوں لایا گیا۔ حالانکہ لام بظاہر زیادہ مناسب معلوم ہوتا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ فی ظرف ہے اور ظرف مبالغہ اور تاکید کے لیئے بھی آتا ہے، پس اب معنی یہ ہوتے کہ :-

اے محبوبؐ آپ ان کو فرما دیجئے گا کہ میں آپ سے تبلیغ کا اجر نہیں مانگتا ہوں۔ مگر بات یہ ہے کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ اور یہ کام تاکیداً اور لازماً زیر عمل لاؤ ـــــ !"

جواب واضح ہو گیا کہ جو لطف " فی " میں ہے وہ " لام " میں نہیں۔

حضرت علامہ امام سیوطی نے درمنثور میں اور علامہ فخر رازی و علامہ زمخشری اور علامہ نیشاپوری اور صاحب خازن وغیرہم نے اپنی تصانیف میں اس آیۂ مبارک کی تفسیر کرتے ہوئے یہ حدیث نقل کی ہے!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قَرَابَتُکَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَۃُ وَ وَلَدُهُمَا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ سے سوال کیا گیا کہ آپؐ واضح فرما دیجئے گا کہ یہ آپؐ کے کون سے رشتہ دار ہیں جن کی ہم پر محبت واجب کی گئی ہے آپؐ نے فرمایا کہ علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمہؓ اور ان دونوں سے جو بھی اولاد ہو ـــــ "

(مفسرین کا ایک جم غفیر اسی مفہوم پہ قائم ہے)

دوسری حدیث شریف

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن انصار نے یہ کہا کہ ہم نے کہا اور کیا اور کر کے دکھایا گویا کہ وہ اپنے عمل پہ فخر کر رہے تھے۔

پھر حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ ہماری بندگی اور فضیلت تم لوگوں پر ثابت ہے۔ پھر یہ خبر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، پس حضور بہ نفسِ نفیس ان کی مجالس میں تشریف لائے، اور فرماتے لگے۔

"اے انصار کے گروہ مجھ کو بتاؤ کہ کیا تم ذلیل نہ تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے محض میرے درود سے اور میرے طفیل تم کو عزت دی۔

انصار نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ بالکل درست ہے"۔

لیکن آپؐ نے پھر سوال کیا۔ "کیا تم مجھ کو اس کا جواب نہیں دیتے ہو"

انصار نے عرض کیا۔ "اے اللہ کے پیارے رسول ہم کیا کہیں"۔

آپؐ نے فرمایا :-

(۱) کیا تم یہ نہیں کہتے ہو کہ اے نبی آپ کی قوم نے آپ کو مکہ سے نہیں نکالا اور کیا ہمارے سوائے کوئی اور پناہ دینے والا تھا؟

(۲) کیا انہوں نے آپ کو نہیں جھٹلایا اور ہم نے تصدیق نہیں کی؟

(۳) کیا انہوں نے آپؐ کو معاذ اللہ رسوا نہ کیا اور ہم نے آپؐ کی مدد نہ کی؟

حضورِ پُر نور ایسے سوالات ان پر کرتے گئے، حتیٰ کہ از روئے شرم ان کے سر جھک گئے۔ اور وہ دو زانو بیٹھ گئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے۔ ہمارے مال اور جو کچھ ہمارے پاس یا ہمارے قبضہ میں ہے۔ وہ

سب اللہ اور اس کے رسولؐ کی ملکیت ہے۔"

اس پر یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی :-

قُل لَّآ اَسۡـَٔلُکُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی ۔

تیسری حدیث شریف دربارہ مفہوم قربیٰ ؛ حضرت طاؤس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ قربیٰ سے صاف صاف مراد کیا ہے ؟

آپ نے جواب میں فرمایا کہ "یہ قربیٰ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں"

چوتھی حدیث حضرت ابو اسحٰق فرماتے ہیں کہ میں نے عمرو بن شعیب سے اس آیت کا معنیٰ پوچھا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ؛ تو انہوں نے فرمایا کہ قربیٰ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے قرابت دار ہیں۔

نوٹ :- قرابت دار کا مفہوم اوپر واضح کیا جا چکا ہے،

پانچویں حدیث حضرت ابو العالیہ، حضرت سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ الا المودۃ فی القربیٰ سے مراد حضورؐ کے قرابت دار ہیں۔

امام مقبریزی فرماتے ہیں کہ مفسرین کی ایک بڑی بھاری جماعت نے اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر اس طرح کر دی ہے،

قُل لَّن اَنۡفَعَكَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ لَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلٰى مَا جِئۡتُكُمۡ بِهٖ اَجۡرًا

اِلّا اَن تودّوا قرابتی ط

اے محبوبؐ! آپ اپنے تابعین مومنین سے فرما دیجئے گا کہ جو کچھ بھی اللہ کریم سے ہدایت لایا ہوں۔ اس پر آپ کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ سوائے اس کے کہ آپ میرے رشتہ داروں سے محبت کریں۔

قربیٰ کے مفہوم پر ایک علمی بحث

ہر چند لفظ قربیٰ عام ہے۔ لیکن اس سے مراد خاص ہے کیونکہ اس مرادِ خاص پر مندرجہ بالا احادیث شامل ہیں اور آگے چل کر اس ذکر کو نہایت ہی تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

پس قرائن موجود ہیں اور قرائن بھی احادیث کے؛ تو اب کس طرح اس قرینہ کو رد کر کے عام مراد لی جاتی ہے۔ جب کہ اس ذاتِ اقدسؐ نے جس پر قرآن نازل ہوا۔ اور جو عربی علوم میں سب سے زیادہ جاننے والا تھا۔ جس کا مبداء فیوض خود ذاتِ باری تعالےٰ ہے۔ خود معنی خاص طور پر بیان کر دیا۔ یعنی میرے رشتہ دار مراد ہیں۔ جو کہ علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کی اولاد ہیں۔ اس خاص نے قرابت کے کسی دوسرے مفہوم کو بند کر دیا۔

ایک منطقی دلیل

خاص کو عام کے معنی میں درج کر دیا۔ یہ تو عین فصاحت ہے کیونکہ خاص، عام کے تحت ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی لفظ سبب سے اعم ہوتا ہے۔ لیکن وہ ظاہر اور بین ہوتا ہے، اور اس سے مراد خاص ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کے حبیب لبیبؐ نے آیہ کریمہ میں ظلم کے معنی شرک کیا ہے۔ اما اس کا قرینہ یہ ہے اِنّ الشرک لظلمٌ عظیم تو ظلم عام تھا۔

لیکن مخبر کا خاص ہے، پس — عام کا معنی خاص سے ہو گیا۔
لفظ عام تھا لیکن اسکی مراد ظاہر تھی۔ پس اب جب کہ قرینہ موجود ہے۔
یہی مراد ہی معنی لیا جائے گا۔ اور کوئی اور معنیٰ نہ لیا جائے گا۔
پھر قوی دلیل یہ ہے کہ عام کو تو خاص کر دیا۔ کیوں کہ خاص اس میں شامل
تھا۔ لیکن خاص کو کس طرح عام کر سکتے ہیں — !
ان دلائلِ نقلیہ و عقلیہ سے ثابت ہوا کہ یہ آیت قیامت تک حضورؐ کی
ذاتِ پاک کی شان میں ہے۔ اور ان کے حق میں اس کا نزول ہوا ہے، اور یہ
ان ہی پاک ہستیوں کے لئے مختص ہے، ایک تنبیہ کے بعد آگے سب اسکی
تفصیل ہے۔
تنبیہ۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ وحی کی تبلیغ پر اجر لینا یا طلب کرنا جائز نہیں،
جیسا کہ بہت سے نبیوں کے قصوں میں اللہ پاک فرماتے ہیں، کہ آپ ان پر واضح
کر دیں کہ میں اپنی تبلیغ کا اجر نہیں مانگتا ہوں، اور ہمارے سرورِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم تو ان سب سے افضل ہیں۔ تو وہ تو کسی صورت میں بھی رسالت اور
تبلیغ کا اجر طلب نہیں کر سکتے۔ اور خود قرآنی آیت سے اس بات کی تشریح ہو رہی
ہے، کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوبؐ کو طلب اجر کی نفی سے یاد فرماتے ہیں۔
اور فرماتے ہیں :-

"اے محبوبؐ فرما دیجئے کہ میں اس پر اجر طلب
نہیں کرتا ہوں۔ اور نہ ہی میں متکلفین میں
سے ہوں۔"

قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ

اور تبلیغ حضورؐ پر واجب تھی۔

بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

ترجمہ:۔ جو آپ پر بذریعہ وحی احکام نازل ہوئے ہیں۔ آپ ان کی تبلیغ کر دیں۔

اصول یہ ہے کہ ادائے واجب پر طلبِ اجر مناسب نہیں ہے اسی طرح رسالت کے مقابلہ میں اجر کا طلب کرنا مناسب نہیں ہے۔ تبلیغ اور رسالت سب سے اعلیٰ اور اشرف متاع ہیں اور اجر کا طلب کرنا ارذل ہے۔ اشرف کی قیمتِ ارذل کس طرح ادا کر سکتا ہے، نیز اجر کا طلب کرنا ایک تہمت ہے،

پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اجر طلب کرنا جائز نہ تھا۔ اور اس جگہ اجر کے قائم مقام ایک چیز ذکر کی گئی ہے۔ جو کہ حضورؐ کے قرابت داروں کے ساتھ محبت کرنا ہے۔

اس کا جواب مندرجہ ذیل ہے اپنے قرابت داروں یعنی حضورؐ کے قرابت داروں کے لئے حضورؐ کا مودت طلب کرنا کوئی اجر نہیں ہے، کیونکہ اسلامی اخوت بذاتِ خود واجب ہے، مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے مسلمان کے ساتھ باہمی محبت کا رشتہ برقرار رکھے کیا یہ حکم اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ۔

اور حدیث شریف کے الفاظ اس طرح سے ہیں:۔

اَلمُؤمِنُونَ کَا بُنیانٌ یَشُدُّ بَعضُہٗ بَعضاً۔

ترجمہ:۔ اور مسلمانوں کی مثال ایک دیوار کی طرح ہے، جس کے بعض اجزاء بعض اجزا کے لیے سہارا ہیں۔

اور۔۔ جب بعض مسلمانوں پر بعض کی محبت واجب ہے تو حضورؐ کے ساتھ اور ان کے اہل بیت کے ساتھ محبت تو ادنیٰ طریق پہ ثابت ہو جاتی ہے

ایک صرفی و نحوی نکتہ اِلّا کا لفظ جو اس آیت میں وارد ہوا ہے۔ وہ بذاتِ خود کافی وشافی جواب ہے اِلّا کا معنیٰ (سوائے اس کے ہے) اس کو عربی گرامر میں حرفِ استثنا کہتے ہیں۔

استثناء دو قسم کا ہوتا ہے ایک متصل اور دوسرا منقطع، متصل وہ ہوتا ہے جب کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو۔ اور منقطع وہ ہے جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔ یہ حرف استثنا اس جگہ منقطع ہے یعنی اس کا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہیں ہے۔ پس جب اسکی جنس سے نہیں ہے تو اجر نہ ہوا، نہ طلب اجر، مودۃ فی القربیٰ کچھ اور شے ہے اس جگہ تک آیۂ مبارکہ کا ترجمہ اور تشریح دونوں مکمل ہو گئے۔ اب الا المودۃ فی القربیٰ کی تشریح پہ غور فرمایئے۔

خطیب اور خازن میں اسکی تفسیر یوں وارد ہوتی ہے۔

اَی لٰکن اسئلکم المودۃ فی القربیٰ،

ترجمہ:۔ لاکن میں تم لوگوں سے اپنے اہل بیت کی محبت کا سوال کرتا ہوں

علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں اس آیت کے تحت ایک لمبی

حدیث نقل کی ہے۔ اور امام فخر رازی نے ان سے یہی حدیث اپنی تفسیر کبیر میں نقل کی ہے۔ اور وہ مندرجہ ذیل ہے (حدیث علا)

(۱) جو آلِ محمد کی محبت میں مر گیا وُہ شہید مرا۔

(۲) خبردار ہو جاؤ کہ جو شخص حب آلِ محمد پر فوت ہوا اس کے سب گناہ بخشے گئے۔

(۳) یاد رکھو جو حبِّ آلِ محمدؐ پر ختم ہُوا۔ وُہ گویا تائب ہو کر مرا۔

(۴) یاد رکھنا جس کا خاتمہ حب آلِ محمدؐ پر ہوا۔ وُہ اس حال میں مرا کہ مومن تھا۔ اور کامل الایمان تھا۔

(۵) پھر جو حبِّ آلِ محمدؐ پر فوت ہوا۔ اسکو ملک الموت اور پھر منکر نکیر نے جنت کی خوشخبری دی۔

(۶) خبردار ہو جاؤ۔ جو شخص حبِّ آلِ محمدؐ پر مر گیا وہ بہشت سے اس طرح داخل ہوا۔ جس طرح دلہن اپنے خاوند کے گھر کے ساتھ داخل ہوتی ہے

(۷) جو حبِّ آلِ محمدؐ پہ مرا قبر میں اس کے لیے دو دروازے جنت کی طرف کھُل جائیں گے۔

(۸) خبردار ہو جاؤ کہ جو حبِّ آلِ محمد پر مرا وہ اہلِ سنت و الجماعت ہے[۱]

(۹) لیکن یاد رکھو کہ جو آلِ محمدؐ کے ساتھ بغض لے کر دنیا سے رخصت ہوا تو جب قیامت کے دن اللہ کریم کے سامنے پیش ہوگا اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوگا۔ الیس من رحمۃ اللہ ط یہ اللہ تبارک تعالےٰ کی رحمت سے ناامید ہُوا۔

---

[۱] یاد رہے کہ مضمون مکمل غیر شیعہ ہیں۔

۱۰۔ خبردار ہو جاؤ کہ جو شخص بغض آلِ محمدؐ پہ مر جائے وہ کافر مرا۔

۱۱۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھو کہ جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ آلِ محمدؐ کے ساتھ بغض لے کر گیا۔ وہ کبھی بھی جنت کی بُو نہ سونگھے گا۔ یعنی ہمیشہ جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا (تفسیر کبیر جلد ساتویں صفحہ ۴۰۶)

امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو جریر بن عبداللہ البجلی سے نقل کیا ہے۔ پھر علامہ صاوی نے بھی یہ حدیث لی ہے۔ اور اپنی شرح میں درج کی ہے۔ جو کہ جلالین کی شرح ہے ــــ اور جلالین مشہور درسی تفسیر ہے۔

امام فخر رازی فرماتے ہیں کہ آل سے مراد سب سے پہلے اور سب سے زیادہ قرابت دار ہیں۔ پس جن کا رشتہ حضورؐ سے سب سے زیادہ قریب ہو گا وہی آل کہلائیں گے اور کیا اس میں کوئی شک ہے کہ حضرات فاطمہؓ، علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ از روئے تعلق نبی اکرمؐ کے قریبی ہیں۔ اور ان کے تعلقات حضورؐ سے باقی تمام اُمت سے زیادہ ہیں۔ اور یہ قرابت اور یہ تعلق اس طرح معلوم ہے اور مشہور ہے، جس طرح کہ احادیث متواتر ہر ایک کو معلوم ہوتی ہیں۔ پس واجبی طور پر حضورؐ کی آل یہی حضرات ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ بعض نے آل کے لفظ کے مفہوم میں اختلاف کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آل حضورؐ کے رشتہ دار ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ آل اُمت ہے۔ اس اختلاف کا حل بہت ہی آسان ہے، اور یہ کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔ مختلف علماء کے اقوال کی تطبیق یوں کی جاتی ہے،

اگر حضورؐ کے رشتہ دار مراد ہیں، تو بھی یہ حضرات یعنی علیؓ، حسنؓ، حسینؓ اور فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آل بن سکتے ہیں۔ اور اگر مراد اُمت

ہے۔ تو وہ بھی یہ پاک ہستیاں ہیں۔ جنہوں نے حضورؐ کی دعوت پر لبیک کہا تو اس لحاظ سے یہ بھی آل ہو سکتے ہیں۔ پس ثابت ہوا تمام تقدیرات پہ یہ آل بن سکتے ہیں اب اس میں تو اختلاف نہ رہا کہ یہ مقدس ہستیاں آل بن سکتی ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ کیا اور بھی کوئی آل بن سکتا ہے یا نہیں یہ امر مختلف فیہ ہے تو متفق امر کو چھوڑ کر مختلف فیہ کا قبول کرنا یہ بھی مقتضی عقل نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۷ صاحب کشاف نے اپنی تفسیر میں ایک حدیث رقم کی ہے،

روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضورؐ سے سوال کیا گیا کہ یہ لوگ آپؐ کے رشتہ داروں میں سے کون ہیں۔ جن کے ساتھ ہمارا محبت کرنا واجب کیا گیا۔"

فرمایا کہ :۔ علیؓ۔ فاطمہؓ، حسنؓ و حسینؓ ہیں"۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ یہ چار ہستیاں حضورؐ سے قرابت کا تعلق رکھتی ہیں اور جب اس قدر ثابت ہو گیا تو ہم پہ ان کی مخصوص تعظیم واجب ہو گئی اور یہ ایسی تعظیم کے لئے مخصوص ہو گئے۔ اس کے لئے بھی چند وجوہات ہیں۔

پہلی تو اللہ تعالےٰ کا یہی قول ہے۔ الا المودۃ فی القربیٰ۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شک نہ رہا کہ حضورؐ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ بہت انس اور الفت رکھتے تھے۔ کیونکہ حضورؐ نے یہ فرمایا کہ :۔ "فاطمہؓ میرا حصہ ہے، جو چیز اسکو دکھاتی ہے وہ چیز مجھے دکھاتی ہے۔"

حدیث نمبر ۵ فاطمہ بضعۃ منی یؤذینی ما یؤذیہا۔
پھر حدیث سے جو کہ حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ ثابت
ہے کہ حضورؐ خود فرماتے ہیں کہ:۔
"میں علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ کے ساتھ محبت کرتا ہوں ۔۔۔!"
جب یہ ثابت ہو گیا تو اُمت پر واجب ہو گیا کہ وہ الفاظ سید المرسلین
کو سر اور آنکھوں پر رکھیں اور عمل کریں۔ کیونکہ مندرجہ ذیل چار آیاتِ مبارکہ سے
ثابت ہے کہ اُمت پر اپنے نبی کی اتباع لازمی ہے۔

(۱) وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ
اگر تم ہدایت حاصل کرنا چاہو تو میری تابعداری کرو۔"

(۲) فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ،
"جو اس کے امر سے مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرنا چاہیئے۔"

(۳)۔ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ،
"فرما دیجئے اِن کو کہ اگر اللہ کی محبت چاہتے ہو تو
میری اتباع کرو، اللہ تم کو محبوب گردان لے گا۔"

(۴) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
"اے اُمتِ محمدیہ! رسول اللہ کی سیرت تمہارے لئے اسوۂ حسنہ
ہے۔" یہ دو باعث ہو گئے۔

تیسرا باعث یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آلِ نبیؐ کے لئے دُعا کرنا منصب عظیم
ٹھہرایا ہے اور اسی لئے اس آلِ نبیؐ کے لئے دُعا کو نماز میں تشہد کے خاتمہ پر لکھ دیا۔

سبحان اللہ:- نماز تب ہی ختم ہو گی کہ آلِ نبیؐ کے لئے دعا ہو جائے ـــ کیا آپ سب نماز میں یہ نہیں پڑھا کرتے اللھم صلّ علی محمد و علی آل محمد کیا یہ تعظیم اور یہ مرتبہ بغیر آلِ رسولؐ کسی اور کو ملا ہے -؟ ہرگز نہیں! یہ صرف آل نبیؐ ہی کی شان ہے - یہ سب کچھ اس امر کی دلیل ہے کہ حب آل ہر ایک مسلم پر واجب ہے

امام رازی کا کلام تو اس جگہ ختم ہوا - اور شیخ امام جلال الدین سیوطی بھی اپنی تصنیف الکلیل میں فرماتے ہیں کہ آیہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ میں حضورؐ کے قرابت داروں کے ساتھ محبت کے وجوب کی طرف اشارہ کیا -

روایت نمبر ۹

حضرت علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شامی سے پوچھا " کیا تم نے قرآنِ کریم پڑھا ہے -؟

اُس نے جواب دیا " ہاں " -!

پھر پوچھا - اس میں تو نے یہ آیہ مبارکہ پڑھی تھی ، قل لا اسئلکم علیہ ..... الیٰ آخرہ - " تو اس نے عرض کی " کیا یہ لوگ تم ہو جو حضورؐ کے قرابت دار ہو اور جن کی محبت ہم پر واجب ہے "؟

حضور نے جواب دیا کہ " نعم " (ہاں) یعنی ہم ہی تو ہیں (تفسیر ابن جریر جلد ۲۵ صـ ۱۴ ، اور تفسیر درمنثور جلد ۶ صـ ۷)

اس ضمن میں ایک حدیث شریف " صحیح مسلم " میں وارد ہے ، حضورؐ فرماتے ہیں کہ :-

" اے میری اُمت ! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں - جب تک تم اُن کو محکم پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ عترتی "

حدیث نمبر ۱

"ایک قرآنِ حکیم — دوم میری آل"۔ یہ حدیث صحیح ہے اور دوسری کتب احادیث میں بھی وارد ہے۔ طوالت کے خوف سے حدیث کے الفاظ چھوڑ دیئے گئے ہیں اور ترجمہ کر دیا گیا ہے، جو لوگ اور جو حضرات آل سے مراد اُمت لیتے ہیں ان کو تدبر کرنا چاہئے کہ اگر آل سے مراد اُمت ہو تو تمام اُمت کے ساتھ تمسک ثابت ہوگا اور اُمت تمام جمع کا صیغہ ہے حالانکہ جس کو محکم پکڑنے یا تمسک کے لئے فرما دیا گیا ہے۔ وہ چیز واحد ہے تو واحد کی جگہ جمع کو ٹھہرا دینا باطل ہے۔

روایت نمبر ۱۱

قال الشیخ یوسف من اسمٰعیل لنبھانی فی الشرف المؤبد لآل محمدؐ وعن السدی عن ابی یلیم قال لما جیٔ بعلی ابن الحسین اسیراً واقیم علی درج دمشق فاقم رجل من اھلھا فقال الحمد اللہ الذی قتلکم واستاصلکم و قطع قرن الفتنۃ فقال لہٗ علیؑ اقرأت القرآن قال نعم اقرأت ال حٰمٓ قال قرأت، قال ما قرأت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ الخ ۔ ۔ ۔ ۔

ترجمہ:۔ "یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کتاب شرف المؤبد لآلِ محمدؐ میں روایت کو اس طرح لائے ہیں کہ سدی نے ابنِ یلیم سے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب علی بن حسین قیدہو کر پیش ہوئے اور دمشق لائے گئے۔ تو دمشقیوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور یوں مخاطب ہوا۔ معاذ اللہ" وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے آپ کے والد کو قتل کیا اور تمہاری بیخ کنی کی اور

اس طرح فتنہ کی جڑ کو اکھاڑ دیا۔"

حضرت زین العابدین نے اس کو کہا "کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟

اس نے جواب دیا "ہاں"۔!

پھر آپ نے فرمایا — "تم نے اس میں یہ حروفِ مقطعات پڑھے ہیں، آل، حم"۔؟

اس نے کہا "یہ بھی پڑھے ہیں"!

پھر آپ نے فرمایا — "کیا اس میں یہ بھی پڑھا ہے قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیہِ اجراً اِلّا المودۃ فی القربیٰ"

اس نے کہا۔ "کیا تم ہی وہ لوگ ہو جن کے بارے میں محبت کو ہم پر واجب کر دیا گیا ہے"

حضرت زین العابدین علیہ السّلام نے فرمایا۔ ہاں! ہم ہی تو ہیں —!

جب یہ روایت مطالعہ میں آئی تو معاً میرے دل میں خیال آیا کہ میں تو ایسے شخص کو مسلمان نہیں سمجھتا ہوں، اپنے ضمیر اور اپنی عقل سے سوال کیا۔ کیا ایسا شخص ایمان لایا تھا؟

جواب ملا۔ "ہاں"

لیکن — کس کے ساتھ؟ شیطان اور طاغوتی طاقتوں کے ساتھ، کیونکہ ایسی بے تکی باتیں جن کو طبیب ہذیان کہتے ہیں۔ اس شخص سے صادر نہیں ہو سکتیں۔ جو اللہ جل جلالہٗ پر ایمان لایا ہو اور اس کے رسولؐ کو مانتا ہو اور ایسے شخص کے سینہ میں ایمان کس طرح قرار پکڑ سکتا ہے۔ جو کہ قتلِ اولادِ رسولؐ

پر شکریہ ادا کر رہا ہو اور ان کی بیخ کنی (معاذ اللہ حاکم بہ دہن) پر خوش ہو رہا ہے۔ میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ ابوجہل جو کہ اللہ تعالیٰ اور حضور پرنور سے عداوت رکھتا تھا۔ یہ شخص اس سے زیادہ ملحد اور عدوِ رسولؐ و عدو اللہ ہے۔ کیونکہ یہ تو حضورؐ کی اولاد کے حق میں نہایت ناپاک الفاظ استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہے لیکن یہ بھی تعجب کا مقام ہے کیونکہ ہمارے زمانہ میں بھی اہل بیت نبی مختار کے ساتھ دشمنی رکھنے والے ہیں جو اس گمراہی میں اس شخص کی نظیر ہیں۔

اس زمانہ میں بھی ایسے شخص پائے جاتے ہیں جن کے سامنے اگر اہل بیت کی کوئی ایسی فضیلت بیان کی جائے جس سے وہ ممتاز کئے گئے۔ یا ان کی شان ایسی ذکر کی جائے جو کہ ان کی طرف مستند ہو۔ اور اللہ جل جلالہٗ اور اس کا رسولؐ ان کے اوصاف بتلائے یا سلف صالحین یا علمائے اُمّت یا اولیاء و صلحا ان کی شان بیان کریں تو وہ سن کر اپنا سر پیٹنا شروع کر دیتے ہیں، ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور ترش رو ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کے چہروں کا رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ وہ کڑھتے ہیں اور زبانِ حال سے کہتے ہیں کہ کاش یہ فضیلت ان کے لئے ثابت نہ ہوتی۔ یعنی (آل مصطفیٰ کے لیے)

پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے کے لئے قسم قسم کی من گھڑت باتیں بناتے ہیں اور موضوع احادیث پیش کرتے ہیں جن میں ان کی بھلائی دکھاتے ہیں۔ یا تابعین و تبع تابعین کے من گھڑت اقوال پیش کرتے ہیں۔ ان کا منشا یہ ہوتا ہے کہ ان کی تنقیصِ شان کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کرتا ہے۔ اگرچہ کافر نہ چاہیں واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

تفسیر نیشاپوری میں مندرجہ بالا آیہ مبارکہ کے متعلق یہ ذکر ہے کہ یہ امرِ احادیث

متواترہ سے ثابت ہے کہ حضور حضرات علی حسنین رضؓ اور فاطمہ رضؓ سے محبت کرتے تھے اور جب یہ امر اس طرح ہے تو ہم پر بھی ان کی محبت واجب ہو گئی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، فاتبعو یعنی "میرے نبیؐ محبوب کی اتباع کرو۔"

کیا آلِ رسولؐ کے لیئے یہ شرف اور فخر کافی نہیں ہے کہ ان کے مبارک ذکر سے التحیات میں نماز کو ختم کیا اور پھر ہر ایک نماز میں ان پر درود بھیجا جاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک نماز کا خاتمہ آلِ محمدؐ پر درود بھیجنے سے ہوتا ہے۔؟

پھر فرمایا کہ:۔ نحن مرکب سفینۃ حب آلِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ یہ الفاظ تفسیر نیشاپوری کے ہیں۔

ترجمہ:۔ ہم آلِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ اور مصائب و تکالیف کے سمندر کو اس کے ذریعہ سے عبور کر کے ساحلِ مراد پر پہنچ سکتے ہیں۔"

روایت نمبر ۱۲ (الحدیث الشریف) امام بغوی اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوئی تو امت کے بعض افراد کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم کو اپنے رشتہ داروں کی محبت کے لیئے ابھاریں۔

پھر جبرائیل علیہ السلام نے حضورؐ کو اس بات سے مطلع کر دیا اور کہا کہ آپؐ کی قوم نے آپ پر تہمت لگائی ہے تو اس کے بعد دوسری آیت نازل ہوئی۔ اَم یَقُولُونَ افتریٰ عَلَی اللہِ کَذِباً۔

ترجمہ:۔ "کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل شانہٗ پر افتری باندھا ہے۔"

تو پھر ان لوگوں نے جن کے دل میں یہ وسوسہ گزرا تھا، عرض کی کہ "یا رسول اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صادق ہیں۔ اور ہم اب کسی قسم کا شبہ

نہیں کرتے ۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی ۔

هُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ ؕ

ترجمہ :۔ "وہ ذات پاک یعنی اللہ جل جلالہٗ اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے ۔"

معلوم ہوا کہ یہ آیت خاص کر آپ کی آل کے بارے میں کیونکہ یہ مربوط کلام ہے ۔ تینوں آیات جو اوپر بیان کی گئی ہیں ۔ متصل وارد ہوئی ہیں ۔ جس قوم نے یہ شک کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا اور پھر وہ تائب ہوئے ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کیا اور توبہ قبول کی ۔ اگر قربیٰ کے معنی اُمت ہوتے تو یہاں تک نوبت نہ پہنچتی ۔

روایت نمبر ۱۳ حضرت ابن طفیل سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا ، پھر اللہ تعالیٰ کی ثناء کی اور تحمید کی اور وعظ کو اس کلام پر ختم کیا :۔

"جس نے مجھ کو پہچانا ، تحقیق وہ مجھ کو خوب جانتا ہے اور جس نے مجھ کو نہیں پہچانا تو میں کہتا ہوں کہ میں حسن رضؓ ہوں اور سرکار دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں ۔" پھر آپ نے قرآن کریم کو ہاتھ میں لیا اور کہا "میں اس نبیؐ کا بیٹا ہوں ۔ جو بشارت دینے والا تھا ۔ جو ڈرانے والا تھا ۔ جس نے اللہ سے نبوت کا تاج پایا تھا ۔ جو اللہ کے حکم سے اس کے راستے کی طرف دعوت دینے والا تھا ۔ جو سراج منیر تھا ۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا تھا ، میں اس گھرانے کا چشم و چراغ ہوں ۔ جس کے حق میں آیۂ تطہیر اتری تھی ۔"

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (آیۂ تطہیر آغاز سیپارہ ۲۲)

آخر میں آپ نے کہا کہ میں اس گھرانے کا فرد ہوں۔ جس کے ساتھ محبت اور دوستی کرنا اللہ تعالےٰ نے آپ پر فرض کر دیا۔ اور جس کے حق میں آیت پاک اُتری۔ قُل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔ اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں قدرا اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴

ایک اور روایت میں اس طرح مطالعہ سے گذرا ہے "میں اس اہل بیت سے ہوں جن کے ساتھ محبت کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور جن کے لئے یہ آیت مندرجہ نازل ہوئی۔ آیہ پاک کے آخر میں اعتراف حسنہ کا ذکر ہے۔!

"اور جو کوئی نیکی کرے گا۔ ہم اس کے لئے اس میں اور بھی خوبی بڑھا دیں گے۔ اس جگہ نیکی سے مراد اہل بیت کی محبت ہے۔ امام حسنؑ نے خود تشریح فرما دی کہ "حسنہ" ہماری محبت ہے۔ جو کہ آل نبیؐ یا اہل بیت کہلانے کے مستحق ہیں"

حدیث نمبر ۱۵

حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جو کوئی نیکی کرے گا مراد اس جگہ یہ ہے کہ جو کوئی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے گا۔ اگرچہ بظاہر "حسنہ" کا لفظ عام ہے۔ یعنی جو نیکی کسی قسم کی کرے۔ لیکن امام بغوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کلام ماقبل میں مودت ذی القربیٰ کا ذکر ہے اور اہل بیت کے ساتھ محبت بذات خود نیکی ہے۔ اس لئے اوقاطہ پر اس جگہ حسنہ سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے۔

اور کلام باری کے الفاظ کی بندش سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دنیا بھر کی تمام نیکیاں حب آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہونگیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ اگر ایک امتی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا تو اس کی باقی تمام نیکیاں نیکیاں نہیں کہلا سکتیں۔ یہاں پر امام بغوی کا کلام

ختم ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶ علامہ بنہانی اپنی تصنیف شرف موبد میں فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ فی القربیٰ حسنۃً سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ محبت کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۷ علامہ بنہانی اپنی تصنیف شرف موبد میں فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو جو تم سب کا رازق ہے۔ اور میرے ساتھ محبت اس لئے کرو کہ میری محبت حاصل ہو۔ اور میرے اہلِ بیت سے محبت اس لئے کرو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کی رضا۔ حبِ آلِ محمدؐ کی محبت ہے۔ اور اللہ کی رضا حبِ محمدؐ ہے۔
یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں بیان کی ہے اور حسنؓ بن علیؓ اس کے آخری راوی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸ حضرت ابنِ مسعود فرماتے ہیں کہ آلِ محمدؐ کے ساتھ ایک دن محبت کرنا ایک سال کی عبادت سے اچھا ہے۔ گویا کہ آلِ محمدؐ کی محبت عبادت سے تین سو ساٹھ (۳۶۰) گنا بہتر ہے۔

حدیث نمبر ۱۹ حضرت ابوہریرہؓ حضرت نبی کریمؐ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ تم سب سے بہتر وہ ہے۔ جو اہلِ بیت سے میرے بعد اچھا سلوک کرے۔

حدیث نمبر ۲۰ طبری نے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے سب سے محبوب نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ اپنے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ رکھے اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو۔ اور میرے اہل بیت اس کو اپنے اہل بیت سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

حدیث نمبر ۲۱ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے اہل بیت اور ان کے ساتھ محبت کرنے والے اس طرح اکٹھے حوضِ کوثر پر وارد ہوں گے۔ جس طرح ہاتھ کی دو انگلیاں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی طرف اشارہ بھی کیا۔

حدیث نمبر ۲۲ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری محبت یعنی میرے اہل بیت کی محبت کو لازمی طور پر اختیار کرو۔ تحقیق بات یہ ہے کہ جو شخص مرجائے اور وہ قیامت کے دن اللہ جل جلالہٗ کے دربار میں اس حالت میں پیش ہو کہ وہ ہمارے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھتا تھا۔ تو وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات بابرکات کی قسم ہے جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ کسی شخص کا عمل اس کو فائدہ نہ دے گا۔ جب تک وہ میرے اور میرے اہل بیت کے حقوق کو نہ پہچانے۔

حدیث نمبر ۲۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی میرا وسیلہ حاصل کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایسا کام کرے جس کی وجہ سے قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرسکوں تو وہ میرے اہل بیت کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔ اور ان کی خوشنودی حاصل کرے (اس حدیث کو دیلمی نے نقل کیا ہے)

حدیث نمبر ۲۴ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ سب سے پہلے میں اور فاطمہؓ اور حسنینؓ جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت علیؓ نے سوال کیا کہ ہمارے ساتھ محبت رکھنے والے کب داخل جنت ہوں گے۔ تو حضورؐ نے فرمایا تمہارے عین بعد۔

حدیث نمبر ۲۵ حضرت امام احمد نے حدیث نقل کی ہے کہ ایک روز حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا۔

"جو شخص میرے ساتھ اور ان دونوں کے ساتھ اور ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا کے ساتھ اور ان کے والد حضرت علی شیرِ خدا کے ساتھ محبت رکھے گا تو وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ایک صف میں ہو گا۔

اور معیت وایک صف میں ہونے سے مراد یہ نہیں ہے کہ رتبہ میں برابر ہو گا۔ بلکہ یہ معیت مشاہدہ ہے۔ جو کہ عین حصولِ سعادت و انوارِ خوش نصیبی ہے، یعنی حضور رحمۃ للعالمین ؐ کے سایۂ رحمت میں ہو گا۔

حدیث نمبر ۲۶ طبرانی نے ایک بصیرت افزا حدیث نقل کی ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ:-

"جس نے اولادِ عبد المطلب میں کسی ایک فرد کو اپنے لئے پسند کیا اور اس کی سفارش طلب کی، پھر دنیا میں وہ مراد کو نہ پہنچا تو قیامت میں جب وہ مجھے ملے گا تو میں اُسے اس کا پورا بدلہ دوں گا۔"

حدیث نمبر ۲۷ حضورؐ نے فرمایا کہ چار اشخاص ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن ان کی سفارش کروں گا۔

۱- میری اولاد کی عزت کرنے والا۔
۲- ان کی حاجات کو پورا کرنے والا۔
۳- ان کی مشکلات کو دور کرنے میں کوشش کرنے والا۔
۴- دل اور زبان سے اُن کے ساتھ محبت کرنے والا۔

حدیث نمبر ۲۸ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حسن ؓ بن علی ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

"ہر چیز کے لئے بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد حضورؐ کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ محبت کرنا ہے؟

حدیث نمبر ۲۹ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ ایک دن حضرت عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قریش کا شکوہ کیا اور کہا کہ جب قریش ہم کو دیکھتے ہیں۔ تو تیوری چڑھا لیتے ہیں۔ اور جب ہم سے ملاقات کرتے ہیں۔ تو اپنے کام کو قطع کر دیتے ہیں۔ حضور یہ سن کر نہایت ہی غضبناک ہو گئے۔ حتیٰ کہ آپؐ کا چہرہ مبارک انار کی طرح سرخ ہو گیا۔ اور پسینہ کے قطرے دونوں آنکھوں اور ابروؤں کے درمیان ٹپک پڑے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ جو باتیں کرتے رہتے ہیں اور جب میرے اہل بیت سے کسی ایک شخص کو دیکھتے ہیں۔ تو اپنی بات کو کاٹ دیتے ہیں مجھے اللہ کی قسم ہے کہ کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ میرے اہل بیت سے میرے رشتے کی وجہ سے محبت نہ رکھے۔
